حصہ اول: توبہ کی نوعیت اور قانون

از پروفیسر محمد عقیل

قرآنی آیات

۱۔اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو (اُن سے) سلام علیکم کہا کرو۔ خدا نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیکوکار ہو جائے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے [الانعام54:6]

۲۔ہاں جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی حالت درست کرلی تو خدا بخشنے والا مہربان ہے [النساء 89:3]

۳: (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے [الزمر 53:39]

احادیث

1۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے، جس کا جنگل میں کھویا ہوا، اونٹ اسے پھر دوبارہ مل جائے۔ [صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1236]

2۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا لوگو اللہ سے توبہ کرو کیونکہ میں دن میں سو مرتبہ اس سے توبہ کرتا ہوں [صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2362]

کیس اسٹڈی

احمد اپنے گھر سے امتحان دینے کے لئے کراچی یونیورسٹی کی جانب نکلا۔اس نے اسکوٹر نکالی اور اس سڑک پر آگیا جو سیدھی یونیورسٹی جاتی تھی۔ایک چوراہے پر وہ غلطی سے دائیں جانب مڑ گیا۔اب یہ غلط راستہ اسے اصل منزل سے دور لے جاتا رہا۔جب اسے انحراف کا علم ہوا تو وہ اس چوراہے تک واپس لوٹا جہاں سے اس نے غلطی کی تھی۔اس طرح اس نے وہ شاہراہ پھر دوبارہ حاصل کرلی۔اس کے بعد اس نے اسکوٹر تیز چلائی اور پھر نقصان کی تلافی کرلی۔

توبہ کا مفہوم:

توبہ کے لغوی معنی رجوع کرنا اور توجہ کرنا ہیں۔اسلام میں توبہ کا مطلب گناہوں کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب پلٹنا اور رجوع کرنا ہے۔اسکی وضاحت اس مثال سے واضح ہو گی:

۱۔احمد کی منزل امتحان سے قبل یونیورسٹی پہنچنا ہے جبکہ ایک مسلمان کی منزل آخرت کی کامیابی ہے۔

۲۔احمد کا صراط مستقیم متعین سڑک اور مومن کا صراط مستقیم اللہ کا بتایا ہوا متعین راستہ ہے۔

۳۔احمد کا انحراف غلطی سے مڑ جانا جبکہ مومن کا انحراف اللہ کی نافرمانی یعنی اس کے بتائے ہوئے راستے سے انحراف کرنا ہے۔

۴۔احمد اگر شاہراہ تک نہ لوٹے تو منزل تک نہیں پہنچے گا اور یہی معاملہ مومن کے ساتھ ہے۔

۵۔اگر احمد واپس لوٹنا ہی نہ چاہے تو وہ امتحان دینے کے معاملے میں غیر سنجیدہ ہے و رہی معاملہ مومن کا بھی ہے

۶۔لوٹنے میں تاخیر رجوع کو مشکل اور اس کے امکانات کو کم کرتی جاتی ہے ۔

۷۔احمد غلط راستے کو لوٹے بنا غلطی کو تلافی نہیں کر سکتا تو مومن گناہوں کو چھوڑے بنا رجوع نہیں کر سکتا۔

۸۔اس رجوع کرنے کو اصلطلاح میں توبہ یعنی رجوع کرنا یا لوٹنا کہتے ہیں۔

۹۔احمد لوٹنے کے بعد اسکوٹر تیز چلا کر غلطی کے اثر کو مٹا دیتا ہے جبکہ مومن کی توبہ یعنی رجوع اگر قبول ہو جائے تو مغفرت کہلاتی ہے جس کا مطلب گناہ کی پردہ پوشی یا اسے ڈھانپ لینا ہے۔

۱۰۔توبہ کے بعد سفر ختم نہیں ہوا بلکہ یہ دوبارہ سے شروع ہوا ہے۔اب صراط مستقیم پر چلنا یعنی عمل صالح کرنا ہے۔

توبہ اور گناہوں کی مغفرت کا تعلق:

توبہ کا تعلق گناہوں کی مغفرت سے بہت گہرا ہے۔ توبہ اللہ کی بارگاہ میں معافی کی ایک درخواست ہے جبکہ مغفرت اس درخواست کی قبولیت کا نام ہے۔ توبہ کا مطلب لوٹنا اور رجوع کرنا جبکہ مغفرت کا مطلب ڈھانپ دینا یا چھپا لینا ہے۔ گناہوں کی مغفرت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ انسان کے نامہ اعمال سے مٹ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کمزوری کو مد نظر رکھتے ہوئے مغفرت کا آپشن رکھا ہے لیکن یہ معاملہ کوئی الل ٹپ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور عدل کے تقاضوں کے تحت ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور خدا کے سوا گناہ بخش بھی کون کر سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے [آل عمران -135:3]

۲۔ اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو خدا کو بخشنے والا (اور) مہربان پائے گا [النساء 110:4]

۳۔ اگر تم بڑے [1] ممنوعہ گناہوں سے پرہیز کرتے رہو تو ہم تمہاری کوتاہیوں کو مٹا دیں گے اور ایک عزت والی جگہ میں داخل کر دیں گے [النساء4: 31]

۴۔ اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح و شام) کے اوقات میں اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز پڑھا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ان کے لئے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنیوالے ہیں [ھود 114:11]

گناہوں کی مغفرت کے اصول

قرآن و سنت کی روشنی میں گناہوں کی مغفرت کے قانون کی درج ذیل شرائط سامنے آتی ہیں۔

۱۔ اللہ کو یاد کر کے ندامت کا احساس ہونا

۲۔ مغفرت اور بخشش طلب کرنا

---

[1] بڑے گناہوں کی کوئی حتمی فہرست نہیں البتہ شرک، قتل ناحق، زنا، والدین کی نافرمانی، سود ، حرام اشیا ء کھانا، جھوٹ، تکبر، غیبت، بہتان، چوری،مال باطل طریقے سے کھانا وغیرہ چند کبیرہ گناہ ہیں۔

۳۔ جان بوجھ کر اصرار سے گریز کرنا

۴۔ اللہ سے اچھی امید رکھنا

۵۔ اصلاح کی کوشش کرنا

۶۔ بڑے گناہ اور حقوق العباد سے متعلق گناہ کے لئے توبہ اور ان کا ممکنہ ازالہ کی کوشش کرنا۔

۷۔ چھوٹی کوتاہیوں پر اجمالی توبہ کرنا اور نیک اعمال سے انہیں مٹانے کی کوشش کرنا

گناہوں کی مغفرت سے متعلق غلط فہمیاں:

اس ضمن میں عام طور پر درج ذیل غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ فضائل سے متعلق احادیث کے لئے محدثین کی جرح و تعدیل کا میعار نرم ہے۔ چنانچہ مجرد ایک عمل کی بنا پر بخش دیئے جانے والی روایات محل نظر ہیں جیسے کسی کتے کو پانی پلانے پر بخش دیا جانا یا فلاں تسبیح پڑھ لینے سے تمام گناہوں کا معاف ہو جانا وغیرہ جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوتا ہے۔ "سعید بن عاص سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر تھا آپ نے وضو کے لئے پانی منگوا کر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جو مسلمان فرض نماز کا وقت پائے اور اچھی طرح وضو کرے اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرے تو وہ نماز اس کے تمام پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ ہوا ہو اور یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا"۔[صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 543]

۲۔ اسی طرح یہ اصول بھی قرآن میں وضاحت سے بیان ہو گیا ہے کہ کسی کی شفاعت کسی حق کو باطل یا باطل کو حق نہیں کر سکتی۔ یہی حقیقت کہ اس حدیث میں بیان ہوئی ہے" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے دن سارے مومن جمع کئے جائیں گے وہ اس دن سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے یا ان کے دل میں یہ بات ڈالی جائے گی یہ حدیث مذکورہ حدیث کی طرح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ چوتھی بار میں ان کی شفاعت کروں گا اور یہ عرض کروں گا اے پروردگار اب دوزخ میں صرف وہ لوگ باقی وہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روکا ہے۔[صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 476]

۳۔ کسی کی دعائے مغفرت کے معاملے میں بھی یہی قانون ہے۔

۴۔ جائز ایصال ثواب کے ضمن میں بھی یہی قانون ہے۔ جیساکہ اس حدیث میں بیان ہوتا ہے " حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔" [صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1729]

توبہ کا قانون

توبہ کا قانون قرآن میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے۔

ا۔ خدا انہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو جہالت میں کسی بری حرکت کو کر بیٹھتے ہیں پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں پر خدا مہربانی کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے [النساء :17:4]

۲۔ پھر جن لوگوں نے نادانی سے برا کام کیا پھر اس کے بعد توبہ اور نیکوکار ہو گئے تو تمہارا پروردگار (ان کو) توبہ کرنے اور نیکوکار ہو جانے کے بعد بخشنے والا اور (ان پر) رحمت کرنے والا ہے [النحل 119:16]

ان آیات اور قرآن وحدیث کے دیگر اشارات کی بنیاد پر توبہ کے مندرجہ ذیل لوازمات سامنے آتے ہیں۔

ا۔ گناہ یا گناہوں پر دل سے نادم ہونا اور اللہ سے مغفرت طلب کرنا

۲۔ گناہ پر اصرار نہ کرنا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو جیسے ہی اپنی کوتاہی کا علم ہوا تو فوری طور پر مغفرت کے لئے لپکے لیکن شیطان نے اکڑ دکھائی اور اپنے گناہ پر اصرار کیا۔ اصرار قولی بھی ہو سکتا ہے اور عملی بھی۔

۳۔ توبہ میں غیر ضروری تاخیر سے گریز کرنا یعنی فوری طور پر رجوع کرنا ہے۔ فوری طور پر رجوع کرنے کا پیمانہ صرف وقت ہی نہیں کہ گناہ کرنے کے ایک گھنٹے کے اندر اندر توبہ کی تو قبول ہو جائے گی وگرنہ یہ تاخیر کہلائے گی۔ فوری توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ جونہی جہل خاتمہ ہو اور انسان اپنے معمول پر آجائے تو توبہ کر لی جائے۔

۴۔ گناہ یا غلطی ترک کرنے کا مصمم ارادہ کرنا اور عملی اقدام کرنا

۵۔ اگر غلطی کا ازالہ ممکن ہو تو ازالہ کرنا جیسے اگر کسی کا مال چرایا ہے تو وہ مال واپس کرنا یا کسی کا دل دکھایا ہے تو اس سے معافی مانگنا۔

۶۔اگر گناہ یا جرم کا تعلق ریاست کے حقوق سے متعلق سے تو خود کو ریاست کے حوالے کر دینا

کن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی؟

ا۔جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہر گز قبول نہیں ہو گی اور یہ لوگ گمراہ ہیں[آل عمران۔۳:۹۰]

۲۔اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) برے کام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آموجود ہو تو اس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ایسے لوگوں کے لیے ہم نے عذاب الیم تیار کرر کھا ہے۔[النساء4:18]

۳۔خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے، اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے، اور انکے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے[البقرہ2:7]

ان آیات سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

ا۔توبہ قبول نہ ہونے کی پہلی وجہ توبہ کو موت تک موخر کرنا ہے۔ موت تک موخر کرنے سے مراد صرف موت کا یقین ہونا نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم موت کا متعین ہو جانا، سکرات موت کا طاری ہونا اور غیب کے پردے کا چاک ہو جانا ہے۔ جیسے فرعون جب غرق ہونے لگا تو اس نے غیب کا انکشاف دیکھ لیا چنانچہ اسکی توبہ قبول نہیں ہوئی۔البتہ ایک شخص کو خبر ہو کہ اسے کینسر ہے اور اب وہ توبہ کر رہا ہے تو اس کی توبہ پر موت تک موخر کرنے کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ نہ تو غیب اس پر منکشف ہوا اور نہ ہی وہ اس کی موت بالکل متعین ہے۔

۲۔گناہوں کی زندگی کو اوڑھنا بچھونا بنانا اور زندگی غیر سنجیدہ انداز میں گذارنا اور پھر موت کے وقت توبہ کرنا۔

۳۔کفر کی حالت میں موت کے قریب پہنچنا بھی توبہ کا امکان معدوم کر دیتا ہے۔

۴۔گناہوں کی زیادتی کی بنا پر دل پر مہر لگ جانا بھی توبہ کی عدم قبولیت کا ایک سبب ہے۔

حصہ دوم: توبہ کا عملی پہلو

توبہ کے بارے میں غلط تصورات

ہمارے معاشرے میں توبہ اور استغفار سے متعلق چند غلط تصورت پائے جاتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں

۱۔ زبانی توبہ کو کافی سمجھنااور عمل سے گریز

۲۔ کسی بزرگ سے دعا کو کافی یالازم سمجھنا

۳۔ چند وظائف کو توبہ کا نعم البدل سمجھنا

۴۔ رونے یا رقت کو لازم تصور کرنا

۵۔ گناہ کو نا قابل معافی تصور کرنااور مایوس ہو جانا

۶۔ توبہ کے بعد دوبارہ گناہ سرزد ہو جانے پر گناہ ترک کرنے کی کوشش چھوڑ دینا

۷۔ گناہوں کی مغفرت کے بارے میں شفاعت، دعائے مغفرت، ایصال ثواب یا دیگر سہاروں کو بنیاد بنانا

۸۔ عوام کی اکثریت کے عمل کی بنا پر گناہ کو گناہ سمجھنا ترک کر دینا

توبہ میں درپیش مشکلات اور ان کا علاج

۱۔ گناہ یا انحراف سے لاعلمی: اگر گناہ کا علم ہی نہ تو توبہ ممکن نہیں۔ جیسے کسی کو علم ہی نہیں کہ دوسروں کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا غیبت ہے۔ اس لاعلمی کی بنا پر گناہ کرنا جائز نہیں ہو جاتا چنانچہ علم حاصل کرنا لازم ہے۔ یہ لاعلمی عام طور پر شریعت میں نہیں بلکہ اخلاقیات میں ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ علمی اشکالات اہل علم کی محفلوں میں سیکھے جائیں اور عملی مسائل اہل فن سے پوچھے جائیں۔

۲۔ گناہ کے اسباب سے لاعلمی: گناہ کا تو علم ہو گیا لیکن یہ پتا نہیں چل رہا کہ یہ گناہ کیوں ہو رہا ہے۔ چنانچہ زبانی توبہ کرنے کے باوجود عملی طور پر ناکامی ہوتی ہے۔ چنانچہ توبہ کرنے سے قبل گناہ کا سبب معلوم کرنا بھی اہم ہے۔ گناہ کے چند اسباب درج ذیل ہو سکتے ہیں۔

- جذبات کی مغلوبیت جیسے غصہ میں کسی کو گالی دے دینا یا شہوت کے زیر اثر بد فعلی کرلینا۔ چنانچہ توبہ کرنے سے قبل جذبات سے آگاہی اور ان پر قابو پانا لازم ہے۔ اس سلسلے میں اسکالرز اور ماہرین سے بھی رجوع کیا جاسکتا ہے۔
- ماحول اور صحبت کی بنا پر گناہ پر مائل ہو جانا جیسے شرابیوں میں بیٹھ کر شرابی ہو جانا۔ توبہ کے لئے لازم ہے کہ بری صحبت کو ترک کر دیا جائے۔ برا ماحول چھوڑنے کا مطلب جگہ یا ساتھیوں کی تبدیلی ہے۔ چنانچہ یہ دیکھیں کہ کون سے لوگ یا کون سے مقامات آپ کو گناہ میں ملوث کرتے ہیں۔ پھر ان سے کنارہ کشی اختیار کریں۔
- مفادات کا تحفظ جیسے تاجروں کا ناجائز ذخیرہ اندوزی کرنا۔ اسکا علاج یہ ہے کہ اللہ پر بھروسہ کریں اور غیر اختیاری امور میں ناجائز اقدام کی بجائے تفویض و صبر کا مظاہرہ کریں۔
- خواہشات میں افراط و تفریط بھی ایک گناہ کا سبب ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کو کئی گاڑیوں کو شوق ہے تو وہ اس شوق کو پورا کرنے کے لئے ناجائز اقدام کرتا ہے۔ اسی طرح جائز خواہشات اور تقاضوں کو دبانا بھی گناہ کی طرف لے جاسکتا ہے۔ جیسے ایک شخص قدرت کے باوجود تجرد کی زندگی گذار رہا ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ کسی گناہ میں ملوث ہو جائے۔ چنانچہ جائز خواہشات کو پورا کیا جائے اور ناجائز پر قناعت کی جائے۔
- بری عادت بھی گناہ کا ایک سبب ہے جیسے سستی کی بنا پر فجر کی نماز ترک کر دینا۔ اس کا علاج بری عادتوں سے آگاہی اور پھر خوش اسلوبی سے انہیں ترک کرنا ہے۔
- انا پرستی اور استکبار ایک اور سبب ہے جس کا شکار سب سے پہلے ابلیس ہوا۔ انا کے بت کو توڑنے کے لئے تربیت اور تزکیہ کی ضرورت ہے۔
- ایک اور سبب تعصب و تاویلات ہیں جیسے دوسرے فرقے کے لوگوں کو کافر انکا قتل جائز قرار دینا۔ اس کا علاج مخالف کے نقطہ نظر کو نیوٹرل سے سننا، سمجھنا اور اسے غلطی کا مارجن دیتے ہوئے نیک نیت سمجھنا ہے۔

۳۔ قوت ارادی کی کمزوری

توبہ میں ایک سب سے بڑی مشکل قوت اردی کی کمی ہے۔ گناہ کا علم بھی ہو گیا اور سبب بھی پتا چل گیا۔ توبہ بھی کرلی لیکن کچھ دنوں بعد پھر وہی گناہ صادر ہو گیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ توبہ کی بنیادی شرط آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد

کرنااوراس سے بچنے کے عملی اقدام کرنا ہے۔ لیکن ان اقدام پر بھرپور عمل کے باوجود بشری تقاضوں کے تحت اگر ناکامی ہو جائے تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے کیونکہ اصول ہے کہ

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یعنی اللہ کسی پر اسکی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص اس عذر کی بنا پر اسی تن دہی سے گناہ کرتا رہے۔ توبہ کا لازمی نتیجہ اس گناہ کرنے کی تعداد یا مقدار میں کمی اور بالآخر نجات ہے۔

گناہ دوبارہ سرزد ہونے کی بنیادی وجہ قوت ارادی میں کمی ہے جس کا علاج کوئی آسان اور فوری نہیں۔ اس کے لئے جان توڑ محنت کرنا، نفس کو مختلف طریقوں سے روکنا اور تربیت کرنا ہیں۔ چنانچہ قوت ارادی کو مضبوط بنانا کے لئے جرمانہ یا سزا مقرر کرلیں کہ فلاں گناہ ہونے پر مال صدقہ کرنا ہے یا روزہ رکھنا ہے یا دس نفل پڑھنے ہیں یا کسی صاحب سے معذرت کر کے انا کو توڑنا ہے وغیرہ۔ لیکن جرمانہ نہ تو اتنا کم ہو کہ نفس کو کوئی تکلیف نہ ہو اور نہ ہی اتنا بھاری ہو کہ عمل درآمد ہی ممکن نہ ہو۔

جرمانے کے علاوہ کسی گناہ سے بچنے کے لئے قسم بھی کھائی جاسکتی ہے۔ البتہ تربیت کا سب سے مناسب طریقہ اہل علم کی صحبت اور ان سے مشاورت ہے۔

۴۔ اللہ کے بارے میں غلط تصورات

توبہ کی ایک اور آفت اللہ تعالیٰ کے بارے میں خود ساختہ اور غلط تصورات کا ہونا ہے۔ جیسے ایک شخص اللہ کو غفور و رحیم مانتے ہوئے نافرمانی کرتا رہے اور یہ سمجھے کہ سب معاف ہو جائے گا۔ یا کوئی اپنے گناہوں کی کثرت کی بنا پر اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جائے۔ یا کسی کا تکیہ کسی بزرگ کی سفارش پر ہو۔ ان غلط فہمیوں کا علاج اللہ کی صفات کا درست ادراک ہے۔

سچی توبہ کے لئے چند ہدایات:

1. شب و روز کا جائزہ لے کر اپنی نافرمانیوں، کوتاہیوں اور بداعمالیوں شاندہی کریں۔
2. تمام گناہوں پر ندامت محسوس کرتے ہوئے اجمالی طور پر توبہ کریں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کریں۔
3. انفرادی طور پر ہر گناہ کا سبب معلوم کریں۔

4. اسباب کی بنیاد پر گناہ کو دور کرنے کی عملی کوششیں کریں۔

5. ناکامی کی صورت میں کوششیں کرتے ہیں کیونکہ کوشش ترک کرنے کا مطلب نافرمانی پر راضی ہو جانا اور اپنی باگ ڈور شیطان کے حوالے کر دینے کے مترادف ہے۔

6. نفس کی تربیت کرتے رہیں۔

7. کبھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں کیونکہ ساری انسانیت کے مجموعی گناہ مل کر بھی خدا کی وسیع رحمت سے کم ہیں۔

8. توبہ کو مسئلہ بنائیں جیسے نوکری، بزنس یا شادی کو مسئلہ سمجھتے، انکے لئے منصوبہ بندی کرتے اور مشکلات کے باوجود ان مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

9. دعا کرتے رہیں کیونکہ جو کام آپ کے لئے اگر مشکل ہے تو خدا کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

10. زبانی استغفار کو حقیر نہ سمجھیں کیونکہ عمل کی ابتدا قول سے ہوتی ہے۔ لیکن زبانی استغفار کو کافی بھی نہ سمجھیں بلکہ جسم کے ہر عضو کو توبہ اور رجوع میں شریک کر لیں۔ پھر یہ ممکن نہ ہو گا کہ پائوں غلط جگہ کے لئے اٹھیں، نگاہیں نافرنامانی کا ارتکاب کریں اور دماغ میں معصیت کی سوچیں بسنے لگیں۔

توبہ سے متعلق چند اشکالات

ا۔ اس بات کا یقین کیسے ہو گا کہ توبہ قبول ہو گئی؟

جواب۔ اس کا یقینی علم تو اللہ کے پاس ہی ہے۔ البتہ اطمینان قلب، گناہ سے نجات اور ایک طیب زندگی کا آغاز توبہ کی قبولیت کے اشارات ہیں۔

۲۔ آپ نے بتایا کہ توبہ کرنے میں تاخیر کرنا نہیں چاہئے اور بلکہ فوری کر لینا چاہئے۔ فوری طور سے مراد آپ نے یہ بتائی کہ جونہی جہل کے اثر کا خاتمہ ہو تو توبہ کر لی جائے۔ اس جہل سے کیا مراد ہے؟

جواب: جہل یا نادانی میں گناہ کے ارتکاب کا مطلب علم کی کمی، جذبات سے مغلوبیت اور جلد بازی کے ہیں۔ اس کی وضاحت درج کی مثالوں سے کی جاتی ہے۔

الف۔ مثال کے طور پر جب حضرت نوح علیہ السلام نے پدری شفقت کے جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے نافرمان بیٹے کی نجات کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ کی کہ آپ جذبات سے مغلوب ہونے والوں میں سے نہ بنیں۔ چنانچہ جونہی وہ اس تنبیہ کے بعد جذبات کی مغلوبیت سے باہر آئے تو انہوں نے توبہ کرلی۔

ب۔ اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کئے بنا جلد بازی میں قوم کو چھوڑ کر چلے گئے کہ یہ ایمان نہیں لارہی۔ لیکن اس کیفیت سے باہر آنے پر آپ نے توبہ کی۔

ج۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کو دیکھنے کی درخواست کی۔ جب اللہ نے انہیں باور کرادیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے تو آپ نے علم ہو جانے کے بعد توبہ کی۔

۳۔ توبہ کی تاخیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: موت تک موخر کرنے سے مراد موت کا یقین ہونا نہیں بلکہ اس کی وجہ غیب کے پردے کا چاک ہو جانا ہے۔ جیسے فرعون جب غرق ہونے لگا تو اس نے غیب کا انکشاف دیکھ لیا چنانچہ اسکی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ البتہ ایک شخص کو خبر ہو کہ اسے کینسر ہے اور اب وہ توبہ کر کر رہا ہے تو اس کی توبہ پر موت تک موخر کرنے کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ نہ تو غیب اس پر منکشف ہوا اور نہ ہی وہ اس کی موت بالکل متعین ہے۔

۴۔ گناہ پر اصرار کرنے سے کیا مراد ہے؟ نیز ایک شخص گناہ چھوڑنے کی کوشش کرتا ہے لیکن قوت ارادی میں کمی، علم کی کمی یا ٹریننگ نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہوتا رہتا ہے انکا کیا ہوگا؟۔

جواب: توبہ کے بعد گناہ پر اصرار کرنا توبہ کے اصول کے خلاف ہے۔ البتہ گناہ کو دوبارہ یا سہ بارہ سرزد ہو جانا توبہ کے خلاف نہیں۔ یعنی یہ ممکن ہے کہ ایک شخص فجر کی نماز ترک کرنے سے توبہ کرے لیکن اس سے قوت ارادی میں کمی کی بنا پر دوبارہ ترک صلوٰۃ ہو جائے۔ البتہ وہ ایسا جان بوجھ کر کرے تو قابل گرفت ہے۔

۵۔ اگر ایک گناہ پر توبہ کرلی جائے لیکن کوئی دوسرا گناہ سرزد ہوجائے تو کیا توبہ کے خلاف ہے؟

جواب: نہیں

۶۔ جن لوگوں کی موت کنفرم ہوچکی ہوتی ہے جیسے کینسر یا ایڈز کے مریض تو کیا ان پر توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے؟۔

جواب: نہیں کیونکہ نہ تو انکی موت متعین صورت میں سامنے آئی ہے اور نہ ہی غیب پر دہ ان پر چاک ہوا ہے۔ چنانچہ جب تک یہ حالت امتحان میں ہیں، توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

۷۔ حد سے زیادہ احساس ندامت کا ہونا کیا توبہ کے لئے مفید ہے؟۔

جواب: نہیں کیونکہ حد سے زیادہ ندامت کے احساس سے نفسیاتی بیماریاں جنم لیتی ہیں اور عمل میں کمی آتی ہے نیز اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص نے زنا کر دیا۔ پھر اس نے توبہ کے تقاضے پورے کرتے ہوئے توبہ بھی کر لی۔ اب اگر وہ ساری زندگی اس گناہ پر ملول و فکر مند رہا تو ممکن ہے شیطان اسے رب سے مایوس کر دے۔ نیز حد سے زیادہ گناہ کا احساس ضرورت سے زیادہ حساسیت پیدا کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں وہم اور خبط بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ افراط و تفریط سے بچنا لازم ہے۔

۸۔ کون سے گناہ اچھے اعمال سے معاف ہوجاتے اور کن کے لئے توبہ کرنا لازم ہے؟۔

جواب: بلاارادہ چھوٹے موٹے گناہ اچھے اعمال سے مٹ جاتے ہیں لیکن بڑے گناہوں کے لئے توبہ لازم خواہ وہ حقوق فی العباد میں ہوں یا حقوق فی اللہ میں۔

۹۔ کیا گناہ کو راز میں رکھنا اور اس کا چرچا نہ کرنا توبہ کے لئے بہتر ہے؟۔

جواب: جی ہاں۔ اگر ایک گناہ سرزد ہو گیا تو یہ بندے اور اللہ کے درمیان ہے۔ لیکن جب گناہ کو غیر متعلقہ افراد کے سامنے بیان کر دیا جائے تو اس طرح دوسرے لوگ آپ کے گناہ کے گواہ بن گئے۔ مزید یہ کہ گناہ کا بلاضرورت افشا کرنا دوسروں کو گناہ پر مائل کر سکتا ہے۔

۱۰۔ وہ کون سے گناہ ہیں جن پر توبہ کے لئے ریاست کی سزا بھگتنا لازم ہے؟

جواب: وہ گناہ جن کا ازالہ ریاست کے قانون کو ملوث کئے بنا نہیں ہو سکتا ان پر خود کو قانون کے حوالے کر دینا توبہ کے لئے لازم ہے۔ مثال کے طور پر قتل عمد میں اگر دیت بھی ادا کرنی ہے تو ریاستی معاملہ ہے۔ دوسری جانب اگر کسی نے چوری کی ہے تو وہ اگر متاثرہ شخص کا نقصان پورا کر دے تو ریاست کو ملوث کئے بنا بھی توبہ ممکن ہے۔ واللہ اعلم